

آج کا خطبہ روزہ اور تزکیہ نفس

(مولانا) محمد یوسف خان
استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم .

اما بعد فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ”وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا
فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا (الشَّمْسُ:)

ترجمہ: قسم ہے نفس کی اور اس کی جس نے اسے درست کیا پھر اسے اس کی نافرمانی اور پرہیزگاری بتائی
تحقیق وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اس نفس کو پاکیزہ بنایا اور ناکام و رسوا ہوا وہ شخص جس نے اسے خاک آلودہ
کیا۔

نفس انسان کے اندر ایک ایسی قوت کا نام ہے جس سے انسان کسی چیز کی خواہش کرتا ہے چاہے وہ خواہش
اچھی ہو یا بُری۔ قرآن حکیم نے نفس کی تین حالتیں بتائی ہیں اگر وہ ذہن میں آجائیں تو پھر نفس کو مکمل پاکیزہ بنانا
بھی بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے۔ قرآن حکیم میں نفس کی ایک حالت نفس مطمئنہ، دوسری نفس امارہ اور تیسری حالت
نفس لوامہ بیان کی گئی ہے۔ اگر نفس خیر کی طرف مائل ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری میں اسے خوشی حاصل
ہو، دین اسلام کے احکام پر عمل کر کے سکون اور اطمینان محسوس ہو تو یہ نفس مطمئنہ ہے اس حالت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے
سورۃ الفجر کی ستائیسویں آیت میں فرمایا: يٰٓأَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً
فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي (الفجر)

اے مطمئن نفس اپنے رب کی طرف چل اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہو، پس
میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جائے یہ نفس مطمئنہ کی حالت تھی۔

دوسری حالت نفس امارہ کی ہے۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف کی آیت نمبر 53 میں فرمایا:

وَمَا أُبْرِئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي

اور میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتا کیونکہ نفس برائی پر ابھارتا ہے مگر جس پر میرا پروردگار رحم کرے

یہاں سے نفس کی دوسری حالت معلوم ہوئی، یعنی اگر نفس برائی کی طرف ہی لگا رہے، دنیا کی خواہشات اور اس کی چیزوں میں نفس کو مزہ آئے اور دین اسلام کے احکام سے نفس بچنا چاہتا ہو تو یہ نفس امارہ ہے۔ اسے نفس امارہ اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ برائی کا حکم دیتا ہے۔

اب نفس کی ایک تیسری حالت بھی ہے کہ وہ نفس کبھی برائی کی طرف جھکتا ہے۔ خدا کی نافرمانیاں کرتا ہے لیکن پھر گناہ ہونے پر شرمندہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے یہ نفس لوامہ ہے ”یعنی ملامت کرنے والا نفس“، نفس کی اس حالت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ القیمہ کی دوسری آیت میں فرمایا:

وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ

اور قسم ہے اس نفس کی جو ملامت کرے

اب نفس کی حقیقت بالکل واضح ہو گئی کہ یہ نفس انسان کے اندر ایک ایسی طاقت ہے جو خیر اور شر کی خواہش کرتی ہے اگر خیر ہی کی طرف مائل ہو تو وہ نفس مطمئنہ ہے اور شر کی طرف جا رہا ہو تو یہ نفس امارہ ہے اور ان دونوں کے درمیان ایک حالت نفس لوامہ ہے یعنی کبھی کبھار گناہ ہو گیا تو اپنے آپ پر ملامت کی شرمندہ ہوا اور توبہ کی لہذا نفس مطمئنہ بہت اچھا نفس، امارہ بہت ہی بُرا اور نفس لوامہ قدرے بہتر۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشمس میں قسم کھا کر فرمایا کہ: ہم نے نفس کو خیر اور شر بتا دیئے ہیں اب وہ شخص کامیاب شمار ہوگا جو تزکیہ نفس کرے اور جو نفس کو میلا کچلا کرے گا وہ رسوا ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں روزوں کے ذریعہ انسان کے نفس کے تزکیہ کے لئے ایک مخصوص طریقہ عطاء فرمایا اور نفس کو پاکیزہ بنانے کا طریقہ سکھایا۔ اور وہ اس طرح کہ اس خالق و مالک نے انسان کو تمام قوتیں عطاء کیں۔ ان قوتوں کے استعمال کا اختیار بھی دیدیا۔ دنیا کی نعمتیں بھی دیدیں خواہشات نفسانی کے استعمال کے مواقع بھی فراہم کر دیے۔ ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے اس نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ صرف میری خاطر ان چیزوں سے رُک جاؤ اور بندہ رُک جاتا ہے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے اس بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اپنے آپ کو پاکیزہ بناتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بندہ سے وعدہ فرماتے ہیں

الصوم لی وانا أجزی به (جامع ترمذی)

ترجمہ: کہ روزہ میرے لئے ہے لہذا اس کی جزا بھی میں خود ہی عطاء کروں گا۔

تزکیہ نفس کا یہ طریقہ اگرچہ انسان کی ساری زندگی میں جاری رکھنے کا علم نہیں دیا گیا لیکن اس محدود وقت میں تزکیہ نفس کا اثر پوری زندگی پر طاری رہتا ہے۔ اس میں ایک اہم بات یہ ہے کہ نفس میں پاکیزگی پیدا کرنے کا یہ طریقہ انفرادی نہیں کہ جس کا جب جی چاہے اختیار کر لے بلکہ شریعت اسلامیہ نے صرف ایک مہینہ رمضان المبارک کا اس کے لئے مخصوص کر دیا جس میں مشرق و مغرب میں ہر نسل کے تمام مسلمانوں کی اس طرح تربیت ہوتی ہے کہ وہ عظیم تر اتحاد اور یک جہتی کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

اسلام نے روزہ کے اندر صرف اس کی ظاہری صورت پر ہی توجہ نہیں دی بلکہ اس کی حقیقت اور روح کی طرف بھی پوری توجہ دی ہے۔ روزے کے اندر صرف کھانے اور پینے اور مخصوص خواہشات سے منع نہیں کیا بلکہ ہر اس چیز کو ممنوع قرار دیا ہے جو روزہ کے مقاصد کے منافی تھی اور تزکیہ نفس کی راہ میں حائل تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جب کوئی روزہ رکھے تو وہ بدکلامی نہ کرے، فضول باتیں نہ کرے، یہاں تک کہ اگر کوئی لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہو تو اسے یہ کہے کہ میں روزے سے ہوں۔ (سنن ابن ماجہ: 1691)

اسی طرح ارشاد نبوی ہے فرمایا کہ: جس نے روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (صحیح بخاری)

ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا:

کہ کتنے روزہ دار ہیں جن کو سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ ہاتھ نہیں آتا (سنن ابن ماجہ)

اسلام نے روزے کو ایک ایسی عبادت کے طور پر پیش کیا کہ انسان اس کے ذریعہ نظم و ضبط کے ساتھ اپنے نفس کی اصلاح کر سکے۔ روزے کے ذریعہ انسان کا نفس اس طرح پاکیزہ ہوتا ہے کہ انسان کے اندر اخلاص پیدا ہوتا ہے، صرف اطاعت الہی کے جذبہ سے تمام دن بھوک اور پیاس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تمام احکام بجالاتا ہے۔ تمام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ جگہ جا کر بھی کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا اس بلند پایہ خلوص کی علامت

ہے جو کہ روزے سے پیدا ہوا۔ انسان بھوک اور پیاس برداشت کرے تو غریبوں کی بھوک اور پیاس کا احساس بھی ہوتا ہے۔ جس سے نفس کے اندر ہمدردی و عینیت پیدا ہوتی ہے۔

انسان کے اندر بری عادات کو ترک کرنے کا موقع ملتا ہے اور بڑی آسانی سے بری عادتوں کو چھوڑ سکتا ہے اور اچھی عادتوں کو اختیار کر سکتا ہے۔ روزوں کے ذریعہ انسان کی خود اپنی ذات میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے اس کی سوچ میں پاکیزگی آتی ہے اس کے اعمال پاکیزہ ہو جاتے ہیں اور پھر پورے ماحول میں تزکیہ نفس کے ثمرات نظر آتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس مبارک مہینہ میں خلوص کے ساتھ روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی برکتوں اور اس کے فائدوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین